پاکستان کا عدالتی نظام

اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ پاکستان کا قیام دو قومی نظریے کی بنیاد پر عمل میں آیا اور اس وقت تمام مسلمانوں نے صرف اس لئے اپنی جانوں اور عصمتوں کی قربانیاں دی تھیں کہ یہاں مکمل آزادی کے ساتھ اسلامی نظام کے تحت اپنی زندگی بسر کریں گے۔

قیام پاکستان کے بعد کئی ادوار آئے اور بے شمار سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ مختلف نظام نافذ کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی۔ لیکن بدقسمتی حصول پاکستان کے مقاصد کی طرف ایک قدم بھی نہ اٹھایا گیا۔ پوری ایک نسل آخرت کو سدھار گئی اور دوسری نسل اس بات کی منتظر ہے کہ یہ وطن کب اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گا۔

موجودہ فرسودہ اور ناکارہ نظام دراصل وہی ہے جس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے پوری قوم یک جان ہوئی اور قیام پاکستان کا بھرپور مطالبہ کیا۔ کیا معلوم تھا کہ اتنی بڑی قربانی کے بعد بھی اسی نظام سے ہی وابستہ رہنے گا اور لوگ اس نظام کے استبداد سے اپنا استحصال کرواتے رہیں گے۔ اس نظام میں سب سے زیادہ بھیانک چہرہ عدالت کا ہے۔ جس کے ذریعے آج بھی انصاف کے چہرے پر کالک ملی جاتی ہے اور انصاف اور عدلیہ کے نام پر مکروہ دھندہ کیا جاتا ہے۔ مظلوم اپنی بے بسی کا رونا روتا ہے اور انصاف کے حصول میں اپنی پوری پونجی اور عمر صرف کر دیتا ہے اور اسی انتظار میں آخرت کو سدھار جاتا ہے۔ لیکن یہ عدلیہ آج تک اس کا تدارک نہ کر سکی۔

کسی بھی ملک کی ترقی کا انحصار امن و امان پر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ذمہ داری انتظامیہ پر عائد ہوتی ہے کہ وہ مجرموں کو پکڑ کر عدلیہ کے حوالے کرے اور پھر عدلیہ کی ذمہ داری ہے کہ جلد از جلد انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں اور قرار واقعی سزا دیں۔ لوگ سستا اور جلد انصاف چاہتے ہیں اور اسی سے ملک میں استحکام اور استقرار پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن سوء قسمت پاکستان کا عدالتی نظام اس قدر فرسودہ ہے کہ معمولی سے معمولی کیس کا فیصلہ کئی کئی سالوں کے بعد کیا جاتا ہے۔ خاص کر قتل و غارت اور بڑے بڑے جرائم کا فیصلہ کئی سالوں پر محیط ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے فیصلہ کی اہمیت ختم ہو کر رہ جاتی ہے گواہ تنگ آ جاتے ہیں۔ ایک عدالت سے ہائیکورٹ تک اور وہاں سے سپریم کورٹ تک کا تھکا دینے والا اور اذیت ناک سفر مظلوموں کی مایوسی اور مجرموں کی حوصلہ افزائی کا سبب بنتا ہے اور مجرم کسی نہ کسی مرحلے پر فائدہ اٹھالیتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کے عدالتی نظام میں ہنگامی تبدیلیاں کی جائیں۔ جرائم کی روک تھام اور مجرموں کو جلد اور فوری سزا کے لئے ڈویژنل سطح پر ہی عدالتیں قائم کی جائیں۔ صرف ایک دفعہ اپیل کا حق دیا جائے۔ تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں اور اس کے بعد سزا پر عمل درآمد ہو۔ بلاشبہ بعض لوگ اور ادارے اپنے ذاتی مفادات کا تحفظ موجودہ نظام میں ہی سمجھتے ہیں اور اس کی آڑ میں لاکھوں کماتے ہیں اور ان کی یہ کوشش ہے کہ کسی طرح بھی یہ نظام ختم نہ ہو۔ لیکن موجودہ حکومت کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ اسمبلی کے ذریعے اس میں انقلابی تبدیلی لائی جائے۔ ججوں کی تعداد زیادہ کی جائے اور مقدمات کا فیصلہ جلد از جلد سنایا جائے۔

ہمیں امید ہے کہ ساری عدلیہ بھی اس ضمن میں مکمل تعاون کرے گی اور جرائم کی روک تھام کے لئے اپنا مثالی کردار ادا کرے گی۔

حج ـــــــ اتحاد امت کا مظہر

حج اسلام کے بنیادی ارکان مین سے ایک رکن ہے۔ جس کی ادائیگی صاحب ثروت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ واجب ہے۔ یہ ایک ایسی منفرد عبادت ہے۔ جس کی ادائیگی ایک خاص وقت اور خاص مقام پر سال میں ایک مرتبہ ہی ممکن ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تمام عبادتوں کا رنگ نظر آتا ہے۔

یہ عبادت اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا بہترین نمونہ ہے۔ "و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔" کی عملی شکل پیش کرتے ہوئے لوگ اس مبارک سفر کا آغاز کرتے ہیں اور سبھی کا رخ مکہ مکرمہ کی جانب ہوتا ہے۔ "لبیک اللھم لبیک" کا ورد کرتے ہوئے ان سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان وہ مناسک ادا کرتے ہیں۔ جس کی تعلیم آنحضرت ﷺ نے فرمائی۔ اکناف عالم سے آنے والے گورے' کالے' سرخ و سفید تمام مسلمان ایک ہی لباس اور ایک نغمہ توحید کا اقرار کرتے ہوئے اللہ کی بندگی میں مصروف نظر آتے ہیں۔ لاکھوں نفوس پر مشتمل یہ عظیم الشان اجتماع ایک اللہ' ایک قبلہ' ایک رسول ﷺ' ایک قرآن پر اتفاق و یگانگت کا اظہار کرتا ہے۔ جو رنگ و نسل اور عرب و عجم کی تفریق سے بچاتا ہے۔ حج دراصل امت مسلمہ کے اتحاد کا عظیم مظہر ہے۔ یہ مثالی مشرق و مغرب' جنوب و شمال کی تفریق کو قربت میں تبدیل کر دیتا ہے اور اس میں شامل لوگ اسلامی تعلیمات اور اخلاق حسنہ' ایثار و قربانی کا بہترین نمونہ پیش کرتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے' ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹنے کا موقعہ میسر آتا ہے اور بالخصوص ایک دوسرے کے رہن سہن' ان کے معاشی' معاشرتی مسائل سے بخوبی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

یہ عبادت صبرو استقامت' تحمل و بردباری' تواضع و خشیت' جرات و ثابت قدمی' زہد و تقویٰ' ایثار و قربانی کا لاجواب مجموعہ ہے۔ اس کے ذریعے وہ تمام مقاصد حاصل ہوتے ہیں جو ہم نماز' روزہ' زکوۃ و صدقات' جہاد اور قربانی سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

موجودہ حالات میں حج کی حیثیت اور دوچند ہو جاتی ہے۔ جبکہ پورا عالم اسلام افتراق و اختلاف کا شکار ہے اور لوگ گروہ در گروہ تقسیم ہو چکے ہیں۔ ایسے میں حج کا عظیم اجتماع امید کی کرن ہے اور اس کے ذریعے کم از کم وہ مقاصد حاصل کیئے جا سکتے ہیں۔ جس سے عالم اسلام کے درمیان وحدت اور اتحاد قائم ہو سکے۔ اس میں بنیادی کردار سعودی حکومت ادا کر سکتی ہے۔ ہماری خادم الحرمین الشریفین سے مودبانہ گذارش ہے کہ وہ اتحاد امت کے علم کو بلند کریں اور عالم اسلام کی قیادت و سیادت کا فریضہ سرانجام دیں اور حج کی اصل روح اتحاد امت کا عملی مظاہرہ پیش کریں۔

معروف عالم دین اور ممتاز اسلامی شاعر
مولانا عبدالرحمان عاجز مالیرکوٹلوی مرحوم کا سانحہ ارتحال

یہ خبر خاص اور عام حلقوں میں نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ ممتاز عالم دین' زاہد اور عابد حضرت مولانا عبدالرحمان عاجز انتقال فرما گئے۔ ان للہ و انا علیہ راجعون

مولانا مرحوم کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ علماء سلف کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ انتہائی متقی' پرہیزگار اور زاہد تھے۔ اکثر اوقات ذکر و اذکار میں مصروف رہتے۔ فکر آخرت آپ کا خصوصی موضوع تھا۔ آپ نے بہت ساری کتب اسی موضوع پر تحریر کیں۔ عمدہ شاعر تھے اور اپنے اشعار میں بھی قبر کے احوال اور آخرت کی ہولناکیوں کا ذکر کرتے اور مسلمانوں میں آخرت کی فکر کا جذبہ اجاگر کرتے تھے۔

آپ کا شمار مصلح علماء میں ہوتا تھا۔ ابتدا ہی سے آپ کا رجحان نیکی کی جانب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اسلامی علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ اس کی دعوت کا بھی خاص اہتمام کیا۔

انتہائی ملنسار اور خلیق تھے۔ طلبہ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ خاص کر علماء سے بڑی محبت کرتے تھے اور اپنی تالیفات بطور ہدیہ پیش کرتے تھے۔

آپ کی وفات سے ہم ایک عالم باعمل اور صالح شخصیت سے محروم ہو گئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبولیت سے نوازے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آپ کے درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آپ کے لواحقین خاص کر صاحبزادے الشیخ مجید الرحمان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

ادارہ جامعہ' تمام اساتذہ اور طلبہ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ہمیشہ بلندی درجات کے لئے دعاگو ہیں۔

بقیہ درس حدیث

حافظ ابن حجرؒ نے کھانا کھانے کی دو پسندیدہ صورتیں لکھیں ہیں۔

۱۔ دونوں پیروں پر گھٹنوں کے بل بیٹھا جائے۔
۲۔ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بائیں پر بیٹھے۔
(فتح الباری' کتاب الاطعمہ' باب الاکل متکئا)